روزنامہ
الفضل
ربوہ
خطبہ نمبر ۱۶
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۲ / ۳۹ | منگل ۱۷ شوال ۱۴۰۹ھ ۲۳ ہجرت ۱۳۶۸ھش ۲۳ مئی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۱۶

اخبارِ احمدیہ

لندن سے آمدہ اطلاع کے مطابق سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضور لندن میں بھرپور خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں۔ احباب دعائیں جاری رکھیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے پیارے اور محبوب آقا کو جلد فتح یاب اور کامیاب واپس لائے۔ اور ہم سب احمدیوں کو حضور کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے رکھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

میری خواہش ہے ہم کم سے کم پانچ ہزار بچے واقفینِ نو کے طور پر خدا کے حضور پیش کریں

شرکت کے خواہشمند مزید والدین کی خاطر اس تحریک میں سرِدست ۲ سال کا اضافہ کیا جاتا ہے

واقفینِ نو کے والدین پر ان کی خصوصی تربیت کی نہایت اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے

ان کی اس نہج پر تربیت ضروری ہے کہ وہ آئندہ صدی کی عظیم لیڈر شپ کے اہل بن سکیں

فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن

حضور نے فرمایا:-

واقفین نو سے متعلق بہت ہی تیاری کی ضرورت

"آئندہ صدی کی تیاری کے سلسلہ میں ایک بہت ہی اہم تیاری کا تعلق واقفین نو سے ہے۔ میں نے وقفِ نو کی جو تحریک کی تھی اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بارہ سو سے زائد ایسے بچوں کے متعلق اطلاع مل چکی ہے جو وقفِ نو کی نیت کے ساتھ دعائیں مانگتے ہوئے خدا سے مانگے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی خیر و عافیت کے ساتھ ولادت کا سامان فرمایا۔ یہ چھوٹے چھوٹے بچے آئندہ صدی کے واقفین نو کہلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے خطوط مسلسل ملتے چلے جا رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں دو طرح کی تیاریاں میرے پیشِ نظر ہیں مگر اس سے پہلے کہ میں اس تیاری کا ذکر کروں میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ وقفِ نو کے لئے جتنی تعداد کی توقع تھی اتنی تعداد بلکہ اس کا ایک حصہ بھی ابھی پورا نہیں ہو سکا۔ اور جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے اس میں پیغام پہنچانے والوں کا قصور ہے۔ بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں عامۃ الناس تک یہ پیغام پہنچایا ہی نہیں گیا اور جن دنوں میں یہ تحریک کی گئی تھی اُن دنوں کیسٹ کا نظام آج کی نسبت بہت کمزور حالت میں تھا اور افریقہ کے ممالک یا ایسے دیگر ممالک جہاں اُردو زبان نہیں سمجھی جاتی اور بعض علاقوں میں انگریزی بھی نہیں سمجھی جاتی وہاں ترجمہ کر کے کیسٹس پھیلانے کا عملاً کوئی انتظام نہیں تھا۔ اس وجہ سے جو براہِ راست پیغام کا اثر ہو سکتا ہے اس سے بہت سے احمدی علاقے محروم رہ گئے۔ بعدازاں مؤثر رنگ میں اس تحریک کو پہنچانا بھی انتظامیہ کی ذمہ داری تھی مگر بعض جگہ اس ذمہ داری کو ادا کیا گیا اور بعض جگہ یا تو ادا نہیں کیا گیا یا نیم دلی کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔ صرف پیغام پہنچانا کافی نہیں ہوا کرتا۔ کس جذبے کے ساتھ پیغام پہنچایا جاتا ہے، کس محنت اور کوشش اور خلوص کے ساتھ پیغام پہنچایا جاتا ہے یہ پیغام کے قبول کرنے کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔

وقفِ نو کی تاریخی تحریک کے عرصہ میں مزید دو سال کا اضافہ

دنیا میں مختلف پیغمبر آئے۔ بنیادی طور پر ان کا ایک ہی پیغام تھا۔ یعنی خدا کا پیغام بندوں کے نام لیکن جس شان کے ساتھ وہ پیغام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہنچایا اس شان سے کوئی اور پہنچا نہیں سکا اور جس عظمت اور قدر اور قربانی کی رُوح کے ساتھ آپ کا پیغام قبول کیا گیا۔ تاریخِ انبیاء میں اس عظمت اور قدر اور قربانی کی روح کے ساتھ کسی اور نبی کا پیغام قبول نہیں کیا گیا۔ اس لئے پیغام پہنچانا کافی نہیں۔ کس رنگ میں اور کس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جذبے کے ساتھ، کس خلوص کے ساتھ، کس درجہ محبت اور پیار کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے پیغام پہنچایا جاتا ہے، یہ وہ چیزیں ہیں جو پیغام کی قبولیت یا عدم قبولیت کا فیصلہ کیا کرتی ہیں۔ اس لئے میری خواہش یہ تھی کہ کم سے کم پانچ ہزار بچے اگلی صدی کے واقفین نو کے طور پر ہم خدا کے حضور پیش کریں۔ اس تعداد کو پورا کرنے میں ابھی کافی سفر باقی ہے۔ بعض دوست یہ لکھ رہے ہیں کہ جہاں تک اُن کا تاثر تھا یا میں نے جو شروع میں خطبے میں بات کی تھی اس کا واقعۃً یہی نتیجہ نکلتا ہوگا کہ جو اس صدی سے پہلے پہلے بچے پیدا ہو جائیں گے وہ وقفِ نو میں لئے جائیں گے اور اس کے بعد یہ سلسلہ بند ہو جائے گا۔ لیکن جس طرح بعض دوستوں کے خطوط سے پتہ چل رہا ہے وہ وقفِ نو کی تحریک میں حصہ لینے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن یہ سمجھ کر کہ اب وقت نہیں رہا وہ اس خواہش کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتے ان کے لئے اور مزید تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے جن تک ابھی یہ پیغام ہی نہیں پہنچا میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ وقفِ نو میں شمولیت کے لئے مزید دو سال کا عرصہ بڑھایا جاتا ہے۔ اور فی الحال یہ عرصہ دو سال کے لئے بڑھایا جا رہا ہے تاکہ خواہشمند دوست اس پہلی تحریک میں شامل ہو جائیں ورنہ یہ تحریک تو بار بار ہوتی ہی رہے گی۔ لیکن خصوصاً وہ تاریخی تحریک جس میں اگلی صدی کے لئے واقفین بچوں کی پہلی فوج تیار ہو رہی ہے اس کا عرصہ آئندہ دو سال تک بڑھایا جا رہا ہے۔ اس عرصے میں جماعتیں کوشش کر لیں اور جس حد تک بھی ممکن ہو، یہ فوج پانچ ہزاری تو ضرور ہو جائے اس سے بڑھ جائے تو بہت ہی اچھا ہے۔

واقفین نو کے والدین پر عائد ہونے والی ذمہ داری

بہت سے والدین مجھے لکھ رہے ہیں کہ ان بچوں کے متعلق ہمیں کرنا کیا ہے تو جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اس کے دو حصے ہیں۔ اوّل یہ کہ جماعت کی انتظامیہ نے کیا کرنا ہے اور دوسرا یہ کہ بچوں کے والدین نے کیا کرنا ہے؟ ۔ جہاں تک انتظامیہ کا تعلق ہے اس کے متعلق وقتاً فوقتاً میں ہدایات دیتا رہا ہوں اور جو جو نئے خیال میرے دل میں آئیں یا بعض دوست مشورے کے طور پر لکھیں ان کو بھی اس منصوبے میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ لیکن جہاں تک والدین کا تعلق ہے آج میں اس ذمہ داری سے متعلق کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں۔

خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے اُن قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں۔ قربانیاں اور تحفے دراصل ایک ہی ذیل میں آتے ہیں۔ آپ بازار سے شاپنگ کرتے ہیں، عام چیز جو گھر کے لئے لیتے ہیں اسے باقاعدہ خوبصورت کاغذوں میں لپیٹ کر اور اس کے گرد لپیٹے جانے والے فیتوں سے سجا کر آپ کو پیش نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہم نے تحفہ لینا ہے تو پھر دکاندار بڑے اہتمام سے اس کو سجا کر پیش کرتا ہے۔ پس قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور اُن کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ تو مینڈھوں اور بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں اور بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں۔ انسانی قربانی کی سجاوٹیں اور طرح کی ہوتی ہیں۔ انسانی زندگی کی سجاوٹ تقویٰ سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کے نتیجہ میں انسانی روح بن ٹھن کر تیار ہوا کرتی ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح تیار کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں۔ جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں۔

مختلف ادوار میں پیش کئے جانے والے واقفین اور ان کی اقسام

اس سے پہلے مختلف ادوار میں جو واقفین جماعت کے سامنے پیش کئے جاتے رہے ان کی تاریخ پر نظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ کئی قسم کے واقفین ہیں۔ کچھ تو وہ تھے جنہوں نے بڑی عمروں میں ایسی حالت میں اپنے آپ کو خود پیش کیا کہ خوش قسمتی کے ساتھ ان کی اپنی تربیت بہت اچھی ہوئی تھی اور وقف نہ بھی کرتے تب بھی وہ وقف کی روح رکھنے والے لوگ تھے، وہ (رفقاء بانیٔ سلسلہ ناقل) کی اولاد یا اوّل تابعین کی اولاد تھے۔ انہوں نے اچھے ماحول میں اچھی پرورش پائی اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اچھی عادات سے سجے ہوئے لوگ تھے۔ واقفین کا یہ گروہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر پہلو سے زندگی کے ہر شعبہ میں نہایت کامیاب رہا۔

پھر ایک ایسا دَور آیا جب بچے وقف کرنے شروع کئے گئے۔ یعنی والدین نے اپنی اولاد کو خود وقف کرنا چاہا۔ اس دَور میں مختلف قسم کے واقفین ہمارے سامنے آئے ہیں۔ بہت سے وہ ہیں جن کے متعلق والدین سمجھتے ہیں کہ جب ہم ان کو جماعت کے سپرد کریں گے تو وہ خود ہی تربیت کریں گے اور اس عرصہ میں انہوں نے اُن پر نظر نہیں رکھی۔ پس جب وہ جامعہ احمدیہ میں پیش ہوتے ہیں تو بالکل ایسے RAW MATERIAL یعنی ایسے خام مال کے طور پر پیش ہوتے ہیں۔ جس کے اندر مختلف قسم کی بعض ملاوٹیں بھی شامل ہو چکی ہوتی ہیں۔ ان کو صاف کرنا ایک کارے دارد ہوا کرتا ہے ان کو وقف کی روح کے مطابق ڈھالنا بعض دفعہ مشکل بلکہ محال ہو جایا کرتا ہے۔ اور بعض بدعادتیں وہ ساتھ لے کر آتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بعض لڑکوں کو جامعہ میں چوری کے نتیجہ میں وقف سے فارغ کیا گیا ہے۔ کسی کو جھوٹ کے نتیجہ میں وقف سے فارغ کیا گیا ہے۔ اب یہ باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اچھے نیک صالح احمدی میں پائی جائیں کجا یہ کہ وہ واقفین زندگی میں پائی جائیں۔ لیکن معلوم یہی ہوتا ہے کہ والدین نے پیش تو کر دیا لیکن تربیت کی طرف توجہ نہ کی یا اتنی دیر کے بعد ان کو وقف کا خیال آیا کہ اس وقت تربیت کا وقت باقی نہیں رہا تھا۔ بعض والدین سے تو یہ بھی پتہ چلا کہ انہوں نے اس وجہ سے بچہ وقف کیا تھا کہ عادتیں بہت بگڑی ہوئی تھیں اور وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح تو ٹھیک نہیں ہوتا، وقف کر دو تو خود ہی جماعت سنبھالے گی اور ٹھیک کرے گی۔ جس طرح پرانے زمانے میں بعض دفعہ بگڑے ہوئے بچوں کے متعلق کہتے تھے۔ اچھا ان کو تھانیدار بنوا دیں گے۔ تو جماعت میں چونکہ نیکی کی روح ہے۔ اس لئے ان کو تھانیداری کا تو خیال نہیں آتا لیکن واقف زندگی بنانے کا خیال آجاتا ہے۔ حالانکہ تھانیداری سے تو ایسے بچوں کا تعلق ہو سکتا ہے۔ وقف کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ بہت بعید کی بات سوچتے ہیں تھانیداری والا تو لطیفہ ہے لیکن یہ تو دردناک واقعہ ہے۔ وہ تو ایک ہنسنے والی کہاوت کے طور پر مشہور ہے لیکن یہ تو زندگی کا ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ خدا کے حضور پیش کرنے کیلئے آپ کو بس گندا بچہ ہی نظر آیا ہے۔ ناکارہ محض بچہ نظر آیا ہے جو ایسی گندی عادتیں لے کر پلا ہے کہ آپ اس کو ٹھیک نہیں کر سکتے۔

والدین واقفین نو پر گہری نظر رکھیں

اس لئے بچوں کی یہ جو تازہ کھیپ آنے والی ہے اس میں ہمارے پاس خدا کے فضل سے بہت سا وقت ہے۔ اور اگر اب ہم انکی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے اور پھر ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہو گئے ہیں اس لئے والدین کو چاہیئے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور جیسا کہ میں بیان کروں گا بعض تربیتی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں۔ اور اگر خدانخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتادِ طبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو ان کو دیانت داری اور تقویٰ کے ساتھ... جماعت کو مطلع کرنا چاہیئے۔ کہ میں نے تو اپنی صاف نیت سے خدا کے حضور ایک تحفہ پیش کرنا چاہا تھا مگر بدقسمتی سے اس بچے میں یہ یہ باتیں ہیں۔ اگر ان کے باوجود جماعت اس کو لینے کیلئے تیار ہے تو میں حاضر ہوں ورنہ اس وقف کو منسوخ کر دیا جائے۔ پس اس طریق پر بڑی سنجیدگی کے ساتھ اب ہمیں آئندہ ان واقفین نو کی تربیت کرنی ہے۔

بچوں میں اخلاق حسنہ کی آبیاری کی اہمیت

جہاں تک اخلاق حسنہ کا تعلق ہے اس سلسلہ میں جو صفات جماعت میں نظر آنی چاہئیں وہی صفات واقفین میں بھی نظر آنی چاہئیں بلکہ ان میں وہ بدرجہ اولیٰ نظر آنی چاہئیں۔ ان صفات حسنہ یا اخلاق سے متعلق میں مختلف خطبات میں جماعت کے سامنے مختلف پروگرام رکھتا رہا ہوں۔ اور ان سب پروگراموں کو ان بچوں کی تربیت میں خصوصیت سے پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ خلاصۃً ہر واقف زندگی بچہ جو وقفِ نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیئے۔ اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ میں ملنی چاہیئے۔ جس طرح RADIATION کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے اسطرح پرورش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے والے باپ کی باہوں میں سچائی اس بچہ کے دل میں ڈوبنی چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بہت بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔ ضروری نہیں ہے کہ سب واقفین زندگی کے والدین سچائی کے اس اعلیٰ معیار پر قائم ہوں جو اعلیٰ درجہ کے (صاحبان ایمان۔ ناقل) کے لئے ضروری ہے اسلئے اب ان بچوں کی خاطر انکو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا۔ اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر یا مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ یہ خدا کی مقدس امانت اب آپ کے گھر میں پل رہی ہے اور اس مقدس امانت کے کچھ تقاضے ہیں جن کو آپ نے بہر حال پورا کرنا ہے۔ اس لئے ایسے گھروں کے ماحول سچائی کے لحاظ سے نہایت صاف ستھرے اور پاکیزہ ہو جانے چاہئیں۔ قناعت کے متعلق میں نے کہا تھا۔ اس کا واقفین سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا چاہیے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہیئے۔ عقل اور فہم کے ساتھ اگر والدین شروع سے تربیت کریں تو ایسا ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ غرض دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔

علاوہ ازیں بچپن سے ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہیے۔ ترش روئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی۔ ترش رُو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس لئے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا، یہ دونوں صفات، واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں۔ مذاق یعنی مزاح اچھی چیز ہے لیکن مزاح کے اندر پاکیزگی ہونی چاہیئے اور مزاح کی پاکیزگی کئی طرح سے ہو سکتی ہے لیکن میرے ذہن میں اسوقت خاص طور پر دو باتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ گندے لطائف کے ذریعہ اپنے یا غیروں کے دل بہلانے کی عادت نہیں ہونی چاہیئے اور دوسرے یہ کہ اس میں لطافت ہو۔ مذاق اور مزاح کے لئے ہم لطافت کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں یعنی اس کو لطیفہ کہتے ہیں۔ لطیفہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ یہ بہت ہی نفیس چیز ہے۔ ہر قسم کی کرختگی اور بھونڈا پن لطافت سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ کثافت سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ ہندوستان کی اعلیٰ تہذیب میں جب بھی ایسے خاندانوں میں جہاں اچھی روایات ہیں کوئی بچہ ایسا لطیفہ بیان کرتا تھا جو بھونڈا ہو تو اس کو کہا جاتا تھا کہ یہ لطیفہ نہیں ہے یہ کثیفہ ہے۔ یہ تو بھانڈپن ہے۔ بھانڈپن اور اچھے مزاح میں بڑا فرق ہے۔ اس لئے جو مزاح ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی زندگی میں کہیں کہیں نظر آتا ہے۔ اس میں پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ۔ ناقل) اور آپ کے (رفقاء۔ ناقل) کی زندگی میں بھی مزاح نظر آتا ہے اور حضرت (فضل عمر۔ ناقل) کی طبیعت میں بھی بڑا مزاح تھا لیکن اس مزاح کے ساتھ دونوں قسم کی پاکیزگی تھی لیکن بعض ایسے دوستوں کو بھی میں نے دیکھا ہے جنہوں نے مزاح سے یہ رخصت تو حاصل کر لی کہ مزاح میں کبھی وقت گزار لینا کوئی بری بات نہیں ہے لیکن وہ یہ فرق نہیں کر سکے کہ مزاح کے ساتھ پاکیزگی ضروری ہے۔ چنانچہ وہ بعض نہایت گندے اور بھونڈے لطیفے بھی اپنی مجلسوں میں بیان کرتے رہے اور بعض لوگوں نے اس سے سمجھ لیا کہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حالانکہ بہت فرق پڑتا ہے۔ اس لئے اپنے گھر میں اچھے مزاح کو جاری کریں اور برے مزاح کے خلاف بچوں کے دل میں بچپن سے ہی نفرت اور کراہت پیدا کریں۔ یہ بظاہر چھوٹی سی بات ہے اور اس پر میں نے اتنا وقت لیا ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ انسانی زندگی میں خصوصاً وہ زندگی جو تکالیفوں سے تعلق رکھتی ہو جو ذمہ داریوں سے تعلق رکھتی ہو اور جس میں کئی قسم کے اعصابی تناؤ ہوں وہاں مزاح بعض دفعہ بہت ہی اہم کردار ادا کرتا ہے اور انسانی ذہن اور انسانی نفسیات کی حفاظت کرتا ہے

غنا کے متعلق میں پہلے بیان کر چکا ہوں قناعت کے بعد پھر غنا کا مقام آتا ہے اور غنا کے نتیجہ میں جہاں ایک طرف امیر سے حسد پیدا نہیں ہوتا وہاں غریب سے شفقت ضرور پیدا ہوتی ہے۔ غنا کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غریب کی ضرورت سے انسان غنی ہو جائے۔ انسان اپنی ضرورت سے غیر کی ضرورت کی خاطر غنی ہوتا ہے۔ اسلامی غنا میں یہ ایک خاص پہلو ہے جسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے واقفین بچے ایسے ہونے چاہئیں جو غریب کی تکالیف سے غنی نہ بنیں لیکن امیر کی امارت سے غنی ہو جائیں اور کسی کو اچھا دیکھ کر انہیں تکلیف نہ پہنچے لیکن کسی کو تکلیف میں دیکھ کر وہ ضرور تکلیف محسوس کریں

واقفینِ نو کی تعلیم و تربیت کا اہتمام

جہاں تک ان کی تعلیم کا تعلق ہے۔ جامعہ کی تعلیم کا زمانہ تو بعد میں آئے گا لیکن ابتداء ہی سے ایسے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے متوجہ کرنا چاہیئے اور اس سلسلہ میں (اللہ نے چاہا تو۔ ناقل) نظام جماعت بھی ضرور کچھ پروگرام بنائے گا۔ ایسی صورت میں والدین نظام جماعت سے رابطہ رکھیں اور جب بچے اس عمر میں پہنچیں کہ جہاں وہ قرآن کریم اور دینی باتیں پڑھنے کے لائق ہو سکیں تو اپنے علاقے کے نظام سے یا براہ راست مرکز کو لکھ کر ان سے معلوم کریں کہ اب ہم کس طرح ان کو اعلیٰ درجہ کی قرآن خوانی سکھا سکتے ہیں۔ اور پھر قرآن کے مطالب سکھا سکتے ہیں کیونکہ قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں اور ان کی آواز میں ایک کشش پائی جاتی ہے اور تجوید کے لحاظ سے وہ درست ادائیگی کرتے ہیں لیکن محض پرکشش آواز سے تلاوت میں جان نہیں پڑا کرتی۔ ایسے قاری اگر قرآن کریم کے معنے نہ جانتے ہوں تو وہ تلاوت کے بت تو بنا دیتے ہیں تلاوت کے زندہ پیکر نہیں بنا سکتے لیکن وہ قاری جو سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے اس مضمون کے نتیجہ میں ان کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں ان کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی تلاوت میں ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اصل روح ہے تلاوت کی۔ تو ایسے گھروں میں جہاں واقفین زندگی ہیں وہاں تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہیئے۔ خواہ تھوڑا پڑھایا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ، مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھایا جائے اور بچے کو یہ عادت ڈالی جائے کہ جو کچھ بھی وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے۔ ایک تو روزمرہ کی صبح کی تلاوت ہے اس میں تو ہو سکتا ہے کہ بغیر سمجھ کے بھی ایک لمبے عرصہ تک آپ کو اسے قرآن کریم پڑھانا ہی ہوگا۔ لیکن ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ سکھانے اور مطالب کی طرف متوجہ کرنے کا پروگرام بھی جاری رہنا چاہیئے۔ نماز کی پابندی اور نماز کے جو لوازمات ہیں ان کے متعلق بچپن سے تعلیم دینا اور سکھانا یہ بھی جامعہ میں آکر سیکھنے والی باتیں نہیں۔ اس سے بہت پہلے گھروں میں بچوں کو اپنے ماں باپ کی تربیت کے نیچے یہ باتیں آجانی چاہئیں۔

تعلیم میں وسعت پیدا کرنے کی اہمیت

اس کے علاوہ تعلیم میں وسعت پیدا کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور دینی تعلیم میں وسعت پیدا کرنے کا ایک طریق یہ ہے کہ بچہ مرکزی اخبار و رسائل کا مطالعہ کرتا رہے بدقسمتی سے اس وقت بعض ممالک ایسے ہیں جہاں مقامی اخبار نہیں ہیں۔ اور بعض زبانیں ایسی ہیں جن میں مقامی اخبار نہیں ہیں لیکن ابھی ہمارے پاس وقت ہے اور گزشتہ چند سالوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں میں اپنے اپنے اخبار جاری کرنے کے رجحان بڑھ چکے ہیں تو ساری جماعت کی انتظامیہ کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ جب آئندہ دو تین سال میں یہ بچے سمجھنے کے لائق ہو جائیں یا چار پانچ سال تک سمجھ لیں تو اس وقت واقفین نو کے لئے بعض مستقل پروگرام، بعض مستقل فیچر آپ کے رسالوں اور اخباروں میں شائع ہوتے رہنے چاہئیں کہ وقف نو کیا ہے؟ ہم ان سے کیا توقع رکھتے ہیں؟ اور بجائے اس کے کہ اکٹھا ایک دفعہ ایسا پروگرام دے دیا جائے جو کچھ عرصہ کے بعد بھول جائے، یہ اخبارات چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تربیتی پروگرام پیش کیا کریں اور جب ایک حصہ راسخ ہو جائے تو پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوں پھر تیسرے کی طرف متوجہ ہوں۔ واقفین بچوں کی علمی بنیاد وسیع ہونی چاہیئے۔ عام طور پر دینی علماء میں یہی کمزوری دکھائی دیتی ہے کہ دین کے علم کے لحاظ سے تو ان کا علم کافی وسیع اور گہرا بھی ہوتا ہے لیکن دین کے دائرہ سے باہر دیگر دنیا کے دائروں میں وہ بالکل لاعلم ہوتے ہیں۔ علم کی اس کمی نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ وہ وجوہات جو مذاہب کے زوال کا موجب بنتی ہیں ان میں سے یہ ایک بہت ہی اہم وجہ ہے اس لئے جماعت احمدیہ کو اس سے سبق سیکھنا چاہیئے اور وسیع بنیاد پر قائم دینی علم کو فروغ دینا چاہیئے یعنی پہلے بنیاد عام دنیاوی علم کی وسیع ہو۔ پھر اس پر دینی علم کا پیوند لگے تو بہت ہی خوبصورت اور بابرکت ایک شجرۂ طیبہ پیدا ہو سکتا ہے تو اس لحاظ سے بچپن ہی سے ان واقفین بچوں کو جنرل نالج بڑھانے کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے۔ آپ خود متوجہ ہوں تو ان کا علم آپ ہی آپ بڑھے گا یعنی ماں باپ متوجہ ہوں اور بچوں کے لئے ایسے رسائل، ایسے اخبارات لگوایا کریں، ایسی کتابیں پڑھنے کی ان کو عادت ڈالیں جس کے نتیجہ میں ان کا علم وسیع ہو اور جب وہ سکول میں جائیں تو ایسے مضامین کا انتخاب ہو جس سے سائنس کے متعلق بھی کچھ واقفیت ہو۔ عام دنیا کے جو آرٹس کے سیکولر مضامین ہیں مثلاً معیشت،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقتصادیات، فلسفہ، نفسیات، حساب، تجارت وغیرہ ایسے جتنے بھی متفرق مضامین ہیں ان سب میں سے کچھ نہ کچھ علم بچے کو ضرور ہونا چاہیئے علاوہ ازیں پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے کیونکہ سکولوں میں تو اتنا زیادہ انسان کے پاس اختیار نہیں ہوا کرتا۔ یعنی بچہ پانچ مضمون چھ مضمون سات مضمون رکھ لے گا۔ بعض دس بھی رکھ لیتے ہیں لیکن اس سے آگے نہیں جا سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایسے بچوں کو اپنے تدریسی مطالعہ کے علاوہ مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اب یہ چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے واقفین زندگی بچوں کے والدین میں سے اکثر کے بس کی بات نہیں ہیں۔ میں جانتا ہوں بہت سے بیچارے ایسے ہیں۔ افریقہ میں بھی اور ایشیاء یورپ اور امریکہ میں بھی جن کے اندر یہ استطاعت نہیں ہے کہ اس پروگرام کو وہ واقعۃً عملی طور پر اپنے بچوں میں رائج کر سکیں۔ اسلئے یہ جتنی باتیں ہیں تحریک جدید کے متعلقہ شعبہ کو یہ نوٹ کرنی چاہئیں۔ اور اس خطبہ میں جو نکات ہیں ان کو آئندہ جماعت تک اس رنگ میں پہنچانے کا انتظام کرنا چاہیئے کہ والدین کی اپنی کم علمی اور اپنی استطاعت کی کمی بچوں کی اعلیٰ تعلیم کی راہ میں روک نہ بن سکے۔ چنانچہ بعض جگہوں پر ایسے بچوں کی تربیت کا انتظام شروع ہی سے جماعت کو کرنا پڑے گا۔ بعض جگہ ذیلی تنظیموں سے استفادے کئے جا سکتے ہیں، مگر یہ بعد کی باتیں ہیں، اس وقت تو جو ذہن میں چند باتیں آ رہی ہیں وہ میں آپکو سمجھا رہا ہوں کہ ہمیں کس قسم کے واقفین بچے چاہئیں۔

منضبط رویہ اپنانے کی تربیت

ہمیں ایسے واقفین بچے چاہئیں جن کو شروع ہی سے اپنے غصے کو ضبط کرنے کی عادت ہونی چاہیئے جن کو اپنے سے کم علم کو حقارت سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ جن کو یہ حوصلہ ہو کہ وہ مخالفانہ بات سنیں اور تحمل کا ثبوت دیں۔ جب ان سے کوئی بات پوچھی جائے تو تحمل کا ایک یہ بھی تقاضا ہے کہ ایک دم منہ سے کوئی بات نہ نکالیں بلکہ کچھ غور کر کے جواب دیں۔ یہ ساری ایسی باتیں ہیں جو بچپن ہی سے طبیعتوں میں اور عادتوں میں رائج کرنی پڑتی ہیں۔ اگر بچپن سے یہ عادتیں پختہ نہ ہوں تو بڑے ہو کر بعض دفعہ ایک انسان علم کے ایک بہت بلند معیار تک پہنچنے کے باوجود بھی ان عام سادہ سادہ باتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی سے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو فوراً جواب دیتا ہے خواہ اس بات کا پتہ ہو یا نہ ہو۔ پھر بعض دفعہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ایک بات پوچھی اور جس شخص سے پوچھی گئی ہے۔ اس کے علم میں یہ تو ہے کہ یہ بات ہونے والی تھی لیکن یہ علم میں نہیں ہے کہ ہو بھی چکی ہے۔ یا نہیں اس کے باوجود بسا اوقات وہ کہہ دیتا ہے کہ ہاں ہو چکی ہے۔ واقفین زندگی کے اندر یہ چیز بہت بڑی خرابی پیدا کر سکتی ہے۔ میں نے اپنے انتظامی تجربہ میں بارہا دیکھا ہے کہ اس قسم کی خبروں سے بعض دفعہ بہت سخت نقصان پہنچ جاتا ہے مثلاً لنگر خانے میں میں ناظم ہوتا تھا تو فون پر پوچھا کہ اتنے ہزار روٹی پک چکی ہے؟ تو جواب ملا کہ جی ہاں پک چکی ہے اس پر تسلی ہو گئی۔ جب وہاں پہنچا تو پتہ لگا کہ ابھی کئی ہزار کی کمی ہے۔ میں نے کہا آپ نے یہ کیا ظلم کیا ہے۔ یہ جھوٹ بولا، غلط بیانی کی اور اس سے بڑا نقصان پہنچا ہے۔ کہنے لگے کہ نہیں جی جب میں نے بات کی تھی اس سے آدھا گھنٹہ پہلے اتنے ہزار ہو چکی تھی تو آدھے گھنٹے میں اتنی تو ضرور بنی چاہیئے تھی۔ یہ نارمولا تو ٹھیک ہے۔ لیکن واقعاتی دنیا میں نارمولے تو نہیں چلا کرتے۔ واقعۃً ایسی صورت میں یہ بات نکلی کہ وہاں کچھ خرابی پیدا ہو گئی۔ مزدوروں کی آپس میں کوئی لڑائی ہو گئی، گیس بند ہو گئی کئی قسم کی خرابیاں ایسی پیدا ہو جاتی تھیں تو جس آدھے گھنٹے میں اس نے کئی ہزار کا حساب لگایا ہوا تھا وہ آدھا گھنٹہ کام ہی نہیں ہو رہا تھا تو یہ عادت عام ہے میں نے اپنے وسیع تجربے میں دیکھا ہے کہ ایشیا میں خصوصیت کے ساتھ یہ عادت بہت زیادہ پائی جاتی ہے کہ ایک چیز کا اندازہ لگا کر اس کو واقعات کے طور پر بیان کر دیتے ہیں۔ واقفین زندگی میں بھی یہ عادت آ جاتی ہے یعنی جو پہلے سے واقفین آئے ہوئے ہیں انکی رپورٹوں میں بھی بعض دفعہ ایسے نقص نکلتے ہیں جس کی وجہ سے جماعت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے اس بات کی بچپن سے عادت ڈالنی چاہیئے کہ جتنا علم ہے اس کو علم کے طور پر بیان کریں جتنا اندازہ ہے اسکو اندازے کے طور پر بیان کریں۔ اور اگر بچپن میں آپ نے یہ عادت نہ ڈالی تو بڑے ہو کر پھر دوبارہ بڑی عمر میں اسے رائج کرنا بہت مشکل کام ہوا کرتا ہے کیونکہ ایسی باتیں انسان بغیر سوچے کرتا ہے۔ عادت کا مطلب ہی یہ ہے کہ خود بخود منہ سے ایک بات نکلتی ہے اور یہ بے احتیاطی بعض دفعہ پھر انسان کو جھوٹ کی طرف بھی لے جاتی ہے اور بڑی مشکل صورت حال پیدا کر دیتی ہے۔ کیونکہ ایسے لوگوں میں سے بہت سے میں نے ایسے دیکھے ہیں کہ جب ان سے پوچھا جائے کہ آپ نے یہ کیوں کیا تو بجائے اس کے کہ وہ صاف بات بیان کریں کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہم نے اندازہ لگایا تھا وہ اپنی پہلی غلطی کو چھپانے کے لئے دوسری دفعہ پھر جھوٹ بولتے ہیں اور کوئی ایسا عذر تلاش کرتے ہیں جسکی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ جب اس عذر کو پکڑیں تو پھر ایک اور جھوٹ بولتے ہیں۔ جہالت الگ، شرمندگی الگ، سب دنیا ان پر ہنس رہی ہوتی ہے۔ اور وہ بیچارے جھوٹ پر جھوٹ بول کر اپنی عزت بچانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ چیزیں بچپن سے شروع ہوتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے جب کسی بات پر گھر میں پکڑے جاتے ہیں کہ آپ نے یہ کہا تھا یہ نہیں ہوا۔ اس وقت وہ ایسی حرکتیں کرتے ہیں اور ماں باپ اس کا نوٹس نہیں لیتے۔ اس کے نتیجہ میں بچوں کے مزاج بگڑ جاتے ہیں اور پھر بعض دفعہ ایسے بگڑتے ہیں کہ ٹھیک ہو ہی نہیں سکتے۔ عادتاً وہ یہ کام شروع کر دیتے ہیں یعنی جھوٹ نہیں ہوا کرتا، عادت ہے کہ تخمینے یا اندازے کو حقیقت بنا کر پیش کر دیا جاتا ہے۔ تو ایسے واقفین اگر جامعہ میں آ جائیں گے تو جامعہ میں تو کوئی ایسا جادو نہیں ہے کہ پرانے بگڑے ہوئے رنگ اچانک درست ہو جائیں۔ ایسے رنگ درست ہوا کرتے ہیں۔ غیر معمولی اندرونی انقلابات کے ذریعہ وہ ایک الگ مضمون ہے۔ ہم ایسے انقلابات کے امکانات کو رد نہیں کر سکتے لیکن یہ دستور عام نہیں ہے۔ اس لئے ہم جب حکمت کے ساتھ اپنی زندگی کے پروگرام بناتے ہیں تو اتفاقات پر نہیں بنایا کرتے بلکہ دستور عام پر بنایا کرتے ہیں۔ پس اس پہلو سے بچوں کو بہت گہری تربیت دینے کی ضرورت ہے۔

مالی امور میں خصوصی احتیاط کی تعلیم

پھر عمومی تعلیم میں واقفین بچوں کی بنیاد وسیع کرنے کی خاطر جو ٹائپ سیکھ سکتے ہیں۔ ان کو ٹائپ سکھانا چاہیئے۔ اکاؤنٹس رکھنے کی تربیت دینی چاہیئے۔ دیانت پر جیسا کہ میں نے کہا تھا بہت زور ہونا چاہیئے۔ اموال میں خیانت کی جو کمزوری ہے۔ یہ بہت ہی بھیانک ہو جاتی ہے۔ اگر واقفین زندگی میں پائی جائے۔ اسکے بعض دفعہ نہایت ہی خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ وہ جماعت جو خالصۃً طوعی چندوں پر چل رہی ہے۔ اس میں دیانت کو اتنی غیر معمولی اہمیت حاصل ہے گویا دیانت کا ہماری شاہ رگ کی حفاظت سے تعلق ہے۔ سارا مالی نظام جو جماعت احمدیہ کا جاری ہے وہ اعتماد اور دیانت کی وجہ سے جاری ہے۔ اگر خدانخواستہ جماعت میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ واقفین زندگی اور سلسلہ کے شعبہ اموال میں کام کرنے والے خود بددیانت ہیں تو ان کو چندے دینے کی جو توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اس توفیق کا گلا گھونٹا جائے گا۔ لوگ چاہیں گے بھی تو پھر بھی ان کو واقعۃً چندہ دینے کی توفیق نہیں ملے گی۔ اس لئے واقفین کو خصوصیت کے ساتھ مالی لحاظ سے بہت ہی درست ہونا چاہیئے۔ اور اس لحاظ سے اکاؤنٹس کا بھی ایک گہرا تعلق ہے۔ جو لوگ اکاؤنٹس نہیں رکھ سکتے ان سے بعض دفعہ مالی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ بددیانتی ہوئی ہے۔ اور بعض دفعہ مالی غلطیوں کے نتیجہ میں وہ لوگ، جن کو اکاؤنٹس کا طریقہ نہ آتا ہو بددیانتی کرتے ہیں۔ اور افسر متعلقہ اس میں ذمہ دار ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ جو اموال پر مقرر ہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کا مالی لحاظ سے دیانت کا معیار جماعت احمدیہ میں اتنا بلند ہے کہ دنیا کی کوئی جماعت بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن خرابیاں پھر بھی دکھائی دیتی ہیں۔ عمداً بددیانتی کی مثالیں تو بہت شاذ ہیں۔ یعنی انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں۔ لیکن ایسے واقعات کی مثالیں بہت سی ہیں۔ (یعنی بہت سی سے مراد یہ ہے کہ مقابلۃً بہت ہیں) کہ جن میں ایک شخص کو حساب رکھنا نہیں آتا، ایک شخص کو یہ نہیں پتہ کہ میں دستخط کرنے لگا ہوں تو اس کے نتیجہ میں میری کیا ذمہ داری ہے؟ مجھے کیا دیکھنا چاہیئے؟ جس کو جمع و تفریق نہیں آتی اس بیچارے کے نیچے بعض دفعہ بددیانتیاں ہو جاتی ہیں اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعد میں پھر الزام اس پر لگتے ہیں - اور بعض دفعہ تحقیق کے نتیجہ میں وہ بری بھی ہو جاتا ہے - بعض دفعہ معاملہ اُلجھا ہی رہتا ہے ہمیشہ ابہام باقی رہ جاتا ہے - کہ پتا نہیں بد دیانت تھا یا نہیں - اس لئے اکاؤنٹس کے متعلق تمام واقفین بچوں کو شروع سے تربیت ہونی چاہیئے - تبھی میں نے حساب کا ذکر کیا تھا - کہ ان کا حساب بھی اچھا ہو اور ان کو بچپن سے تربیت دی جائے کہ کس طرح اموال کا حساب رکھا جاتا ہے - روزمرہ سودے کے ذریعہ سے ہی ان کو یہ تربیت دی جا سکتی ہے - اور پھر سودا اگر اُن کے ذریعہ کبھی منگوایا جائے تو اس سے ان کی دیانت داری کی نوک پلک مزید درست کی جا سکتی ہے مثلاً بعض بچوں سے ماں باپ سودا منگواتے ہیں تو وہ چند پیسے جو بچتے ہیں وہ جیب میں رکھ لیتے ہیں، بد دیانتی کے طور پر نہیں ان کے ماں باپ کا مال ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ پیسے کیا واپس کرنے ہیں - وہ وقت ہے تربیت کرنے کا - اُس وقت ان کو کہنا چاہیئے کہ سودا منگوانے میں اگر ایک دھیلا، ایک دمڑی بھی باقی بچی ہو تو وہ واپس کرنی چاہیئے - پھر چاہے دھیلے کی بجائے دس روپے مانگو اس کا کوئی حرج نہیں لیکن بغیر بتلانے کے جو دھیلا جیب میں ڈالا جاتا ہے کہ یہ بچ گیا تھا اس کا کیا واپس کرنا تھا اس نے آئندہ بد دیانتی کے بیج بو دیئے ہیں، آئندہ بے احتیاطیوں کے بیج بو دیئے ہیں - تو قومیں جو بگڑتی اور بنتی ہیں وہ دراصل گھروں میں ہی بگڑتی اور بنتی ہیں - ماں باپ اگر باریک نظر سے اپنے بچوں کی تربیت کر رہے ہوں تو وہ عظیم مستقبل کی تعمیر کر رہے ہوتے ہیں یعنی بڑی شاندار قومیں ان کے گھروں میں تخلیق پاتی ہیں - لیکن یہ چھوٹی چھوٹی بے احتیاطیاں بڑے بڑے عظیم اور بعض دفعہ بڑے سنگین نتائج پر منتج ہو جایا کرتی ہیں - پس مالی لحاظ سے واقفین بچوں کو تقویٰ کی باریک راہیں سکھائیں - یہ جتنی باتیں میں کہہ رہا ہوں - ان سب کا اصل میں تقویٰ ہی سے تعلق ہے - تو تقویٰ کی کچھ موٹی راہیں ہیں جو عام لوگوں کو آتی ہیں - کچھ مزید باریک راہیں ہیں - واقفین کو ہمیں نہایت لطیف رنگ میں تقویٰ کی تربیت دینی چاہیئے -

ٹھوکر سے بچانیوالی بعض ضروری احتیاطیں

اس کے علاوہ واقفین بچوں میں سخت جانی کی عادت ڈالنا، نظام جماعت کی اطاعت کی بچپن سے عادت ڈالنا، اطفال الاحمدیہ سے وابستہ کرنا، ناصرات سے وابستہ کرنا، خدام الاحمدیہ سے وابستہ کرنا بھی بہت ضروری ہے - انصار اللہ کی ذمہ داری تو بعد میں آئے گی - لیکن ۱۵ سال کی عمر تک خدام کی حد تک تو آپ تربیت کر سکتے ہیں خدام کی حد تک اگر تربیت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر انصار کی عمر میں بگڑنے کا امکان شاذ کے طور پر ہی کوئی ہوگا ورنہ جتنی لمبی نالی سے گولی چلائی جائے اتنی دیر تک سیدھی رہتی ہے - خدام کی حد تک اگر تربیت کی نالی لمبی ہو جائے تو خدا کے فضل سے پھر موت تک وہ انسان سیدھا ہی چلے گا (سوائے اس کے کہ اللہ کچھ اور چاہے - ناقل) تو اس پہلو سے بہت ضروری ہے کہ نظام کا احترام سکھایا جائے - پھر اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو - یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ پیدا ہوتا ہو - وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے - آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے - یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے جو قریب کا دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں - ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں - واقفین بچوں کو نہ صرف اس لحاظ سے سمجھانا چاہیئے بلکہ یہ بھی سمجھانا چاہیئے کہ اگر تمہیں کسی سے کوئی شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں اسکے نتیجہ میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے اگر کوئی امیر جماعت ہے اور اس سے ہر انسان کو توقع ہے کہ یہ کرے اور وہ کرے اور کسی توقع کو اس سے ٹھوکر لگ جاتی ہے تو واقفین زندگی کیلئے یہ بہت ضروری ہے کہ ان کو یہ خاص طور پر سمجھایا جائے کہ اس ٹھوکر کے نتیجہ میں تمہیں ہلاک نہیں ہونا چاہیئے - یہ بھی اسی قسم کے زخم والی بات ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے یعنی دراصل ٹھوکر تو کھاتا ہے کوئی عہدیدار اور لحد میں اتر جاتا ہے دیکھنے والا - وہ تو ٹھوکر کھا کر پھر بھی اپنے دین کی حفاظت کر لیتا ہے - اپنی غلطی پر انسان استغفار تو کرتا ہے اور سنبھل جاتا ہے - وہ اکثر ہلاک نہیں ہو جایا کرتا سوائے اس کے کہ بعض خاص غلطیاں ایسی ہوں، لیکن جن کا مزاج ٹھوکر کھانے والا ہے وہ ان غلطیوں کو دیکھ کر بعض دفعہ ہلاک ہی ہو جایا کرتے ہیں، دین سے ہی متنفر ہو جایا کرتے ہیں اور پھر جراثیم پھیلانے والے بن جاتے ہیں، مجلسوں میں بیٹھ کر جہاں دوستوں میں تذکرے ہوتے ہیں وہاں کہہ دیا کہ جی فلاں صاحب نے تو یہ کیا تھا اور فلاں صاحب نے یہ کہا تھا - اس طرح وہ ساری قوم کی ہلاکت کا موجب بن جاتے ہیں - تو بچوں کو پہلے تو اس بلا سے محفوظ رکھیں پھر جب ذرا بڑی عمر کے ہوں تو ان کو سمجھائیں کہ اصل محبت تو خدا اور اس کے دین سے ہے - کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جس سے خدائی جماعت کو نقصان پہنچتا ہو - آپ کو اگر کسی کی ذات سے تکلیف پہنچی ہے یا نقصان پہنچا ہے تو اس کا ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپ کو حق ہے کہ اپنے ماحول، اپنے دوستوں، اپنے بچوں اور اپنی اولاد کے ایمانوں کو بھی آپ زخمی کرنا شروع کر دیں - اپنا زخم حوصلے کے ساتھ اپنے تک رکھیں اور اس کے اندمال کے جو ذرائع باقاعدہ خدا نے مہیا فرمائے ہیں ان کو اختیار کریں لیکن لوگوں میں ایسی باتیں کرنے سے پرہیز کریں -

آئندہ صدی کی عظیم لیڈرشپ کا اہل بنانیوالی تربیت

آج بھی جماعت میں ایسی باتیں ہو رہی ہیں اور ایسے واقعات میری نظر میں آتے رہتے ہیں، مثلاً ایک شخص کو کوئی تکلیف پہنچی ہے اور اُس نے بعض مخلصین کے سامنے وہ باتیں بیان کیں، وہ باتیں اگرچہ سچی تھیں لیکن اس نے یہ نہیں سوچا کہ ان مخلصین کے ایمان کو کتنا بڑا نقصان پہنچ سکتا ہے - بعض واقفین زندگی نے بھی ایسی حرکتیں کیں، ان کو انتظامیہ سے یا تبشیر سے شکوہ ہوا غیر ملکوں کے نو احمدی مخلصین بیچارے ساری عمر بڑی اخلاص کے ساتھ جماعت سے تعلق رکھتے تھے ان کو اپنا ہمدرد بنانے کی خاطر یہ بتانے کیلئے کہ دیکھیں جی ہمارے ساتھ یہ ہوا ہے، وہ قصے بیان کرنے شروع کئے - خود تو اس طرح بچ کے واپس اپنے ملک میں چلے گئے اور پیچھے کئی زخمی رُوحیں چھوڑ گئے - ان کا گناہ کس کے سر پر ہوگا - یہ بھی ابھی طے نہیں ہوا کہ انتظامیہ کی غلطی تھی بھی یا نہیں - اور جہاں تک میں نے جائزہ لیا غلطی انتظامیہ کی نہیں تھی، بدظنی سے سارا سلسلہ شروع ہوا لیکن اگر غلطی ہوتی بھی تب بھی کسی کا یہ حق نہیں ہے کہ اپنی تکلیف کی وجہ سے دوسروں کے ایمان ضائع کرے - پس سچا وفادار وہ ہوا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی جماعت پر نظر رکھے اسکی صحت پر نظر رکھے، پیار کا وہی ثبوت سچا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تجویز کیا تھا اس سے زیادہ بہتر قابل اعتماد اور کوئی بات نہیں، آپ نے سنا ہے بارہا مجھ سے بھی سُنا ہے پہلے بھی سنتے رہے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت سلیمانؑ کی عدالت میں دو دعویدار ماؤں کا جھگڑا پہنچا - جن کے پاس ایک ہی بچہ تھا کبھی ایک گھسیٹ کر اپنی طرف لے جاتی تھی کبھی دوسری گھسیٹ کر اپنی طرف لے جاتی تھی اور دونوں روتی اور شور مچاتی تھیں کہ یہ میرا بچہ ہے کسی صاحب فہم کو سمجھ نہیں آئی کہ اس مسئلہ کو کیسے طے کیا جائے - چنانچہ حضرت سلیمان کی عدالت میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ طے کرنا تو بڑا مشکل ہے کہ یہ کس کا بچہ ہے - اگر ایک کا بچہ ہوا اور دوسری کو دے دیا گیا تو بڑا ظلم ہوگا اس لئے کیوں نہ اس بچے کو دو ٹکڑے کر دیا جائے اور ایک ٹکڑا ایک کو دے دیا جائے اور دوسرا ٹکڑا دوسری کو دے دیا جائے تاکہ ناانصافی نہ ہو - چنانچہ انہوں نے جلاد سے کہا کہ آؤ اس بچے کو عین نصف سے دو ٹکڑے کر کے ایک، ایک کو دے دو اور دوسرا، دوسری کو دے دو - جو ماں تھی وہ روتی چیختی ہوئی بچے پر گر پڑی کہ میرے ٹکڑے کر دو اور یہ بچہ اس کو دے دو، لیکن خدا کیلئے اس بچہ کو کوئی گزند نہ پہنچے - اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اس کا بچہ ہے - پس جو خدا کی خاطر جماعت سے محبت رکھتا ہے، کیسے ممکن ہے کہ وہ جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے دے اور ایسی باتیں برداشت کر جائے کہ جس کے نتیجہ میں کسی کے ایمان کو گزند پہنچتا ہو، وہ اپنی جان پر سب وبال لے لے گا اور یہی اسکی سچائی کی علامت ہے لیکن اپنی تکلیف کو دوسرے کی رُوح کو زخمی کرنے کیلئے استعمال نہیں کرے گا - پس واقفین میں اس تربیت کی غیر معمولی ضرورت ہے کیونکہ یہ ایک دفعہ واقعہ نہیں ہوا دو دفعہ نہیں ہوا بیسیوں مرتبہ پہلے ہو چکا ہے اور اسکے نتیجہ میں بعض دفعہ بڑے فتنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا ہوئے ہیں۔ ایک شخص سمجھتا ہے کہ میں نے خوب چالاکی کی ہے خوب انتقام لیا ہے، اس طرح تحریک جدید نے مجھ سے کیا اور اس طرح پھر میں نے اس کا جواب دیا۔ اب دیکھ لو میرے پیچھے کتنا بڑا گروہ ہے۔ اور یہ نہیں سوچا کہ وہ گروہ اس کے پیچھے نہیں وہ شیطان کے پیچھے تھا۔ وہ بجائے متقیوں کا امام بننے کے منافقین کا امام بن گیا ہے اور اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا ہے اور اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی ہلاک کیا۔ پس یہ چھوٹی چھوٹی باتیں سہی لیکن غیر معمولی نتائج پیدا کرنے والی باتیں ہیں، آپ بچپن سے ہی اپنے واقفینِ نو کو یہ باتیں سمجھائیں اور محبت سے انکی تربیت کریں تاکہ وہ آئندہ صدی کی عظیم لیڈر شپ کے اہل بن سکیں۔

واقفین بچوں میں وفا کا مادہ پیدا کرنا

اور بہت سی باتوں میں سے ایک اہم بات جو میں آخر پر کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ واقفین بچوں کو وفا سکھائیں۔ وقفِ زندگی کا وفا سے بہت گہرا تعلق ہے۔ وہ واقفِ زندگی جو وفا کے ساتھ آخری سانس تک اپنے وقف کے ساتھ نہیں چمٹتا وہ جب الگ ہوتا ہے تو خواہ جماعت اس کو سزا دے یا نہ دے وہ اپنی رُوح پر غداری کا داغ لگا لیتا ہے۔ اور یہ بہت بڑا داغ ہے۔ اسلئے آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اپنے بچوں کو وقف کرنے کا یہ بہت بڑا فیصلہ ہے اس فیصلے کے نتیجہ میں یا تو یہ بچے عظیم اولیاء بنیں گے یا پھر عام حال سے بھی جاتے رہیں گے اور ان کو شدید نقصان پہنچنے کا بھی احتمال ہے۔ جتنی بلندی ہو اتنا ہی بلندی سے گرنے کا خطرہ بھی تو بڑھ جایا کرتا ہے۔ اسلئے بہت احتیاط سے انکی تربیت کریں اور ان کو وفا کے سبق دیں اور بار بار دیں۔ بعض دفعہ ایسے واقفین جو وقف چھوڑتے ہیں، وہ اپنی طرف سے چالاکی سے چھوڑتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب ہم جماعت کی حد سے باہر نکل گئے۔ اب ہم آزاد ہو گئے اب ہمارا کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ چالاکی تو ہوتی ہے لیکن عقل نہیں ہوتی۔ وہ چالاکی سے اپنا نقصان کرنے والے ہوتے ہیں ابھی کچھ عرصہ پہلے میرے سامنے ایک ایسے واقفِ زندگی کا معاملہ آیا جسکی ایسے ملک میں تقرری تھی کہ اگر وہاں ایک معین عرصہ تک وہ رہے تو وہاں کی NATIONALITY کا حق دار بن جاتا تھا۔ بعض وجوہات سے میں نے اس کا تبادلہ ضروری سمجھا۔ چنانچہ جب میں نے اس کا تبادلہ کیا تو چھ یا سات ماہ ابھی اس مدت میں باقی تھے جس کے بعد وہ نیشنیلٹی کا حقدار بنتا تھا تو اسکے بڑے لجاجت اور محبت اور خلوص کے خط آنے شروع ہوئے کہ مجھے یہاں قیام کی کچھ مزید مہلت دی جائے۔ میں نے وہ مہلت دے دی۔ بعض صاحبِ فہم لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ مجھے بیوقوف بنا گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا کہ جناب یہ تو آپ کے ساتھ چالاکی کر گیا ہے۔ اور یہ تو چاہتا ہے کہ عرصہ پورا ہو اور پھر وقف سے آزاد ہو جائے۔ پھر اس کو پرواہ کوئی نہ رہے۔ میں نے ان کو بتایا یا لکھا کہ مجھے سب پتہ ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ میرے علم میں نہیں کہ یہ کیوں ایسا کر رہا ہے لیکن وہ میرے ساتھ چالاکی نہیں کر رہا وہ اپنے نفس کے ساتھ چالاکی کر رہا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہے۔ جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔ (یہ اللہ اور ایمان والوں کے ساتھ دھوکہ کر رہے ہیں لیکن وہ اپنے نفس کے سوا کسی سے دھوکہ نہیں کر رہے۔ ناقل) اسلئے میں اس کی ڈور ڈھیلی چھوڑ رہا ہوں تاکہ یہ جو مجھے ظن ہے اور آپ کو بھی ہے یہ کہیں بدظنی نہ ہو۔ اگر وہ اس قسم کا ہے جیسا آپ سمجھ رہے ہیں اور جیسا کہ مجھے بھی گمان ہے تو پھر وقف میں رہنے کے لائق نہیں ہے۔ تو بدظنی کے نتیجہ میں یعنی اس ظن کے نتیجہ میں جو بدظنی بھی ہو سکتی ہے بجائے اس کے کہ ہم اس کو بدلتے پھریں اور اس کو بچاتے پھریں اس کو موقع ملنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ حیران رہ گیا کہ میں نے اس کو اجازت دے دی ہے۔ پھر اس نے کہا اب مزید اتنا عرصہ مل جائے تو اتنا روپیہ بھی مجھے مل جائے گا۔ میں نے کہا بے شک تم وہ بھی لے لو۔ اور جب وہ واپس گیا تو اسکے بعد وہی ہوا جو ہونا تھا۔ کیسی بے وقوفوں والی چالاکی ہے۔ بظاہر سمجھ کی وہ بات جو تقویٰ سے خالی ہوا کرتی ہے اس کو ہم عام دنیا میں چالاکی کہتے ہیں۔ پس اپنے بچوں کو سطحی چالاکیوں سے بھی بچائیں۔

بعض بچے شوخیاں کرتے ہیں اور چالاکیاں کرتے ہیں اور ان کو عادت پڑ جاتی ہے۔ وہ دین میں بھی پھر ایسی شوخیوں اور چالاکیوں سے کام لیتے رہتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ ان شوخیوں کی تیزی خود ان کے نفس کو ہلاک کر دیتی ہے اسلئے وقف کا معاملہ بہت اہم ہے۔ واقفین بچوں کو یہ سمجھائیں کہ خدا کے ساتھ ایک عہد ہے جو ہم نے تو بڑے خلوص کے ساتھ کیا ہے لیکن اگر تم اس بات کے متحمل نہیں ہو تو تمہیں اجازت ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ ایک گیٹ اور بھی آئے گا جب یہ بچے بلوغت کے قریب پہنچ رہے ہونگے اس وقت دوبارہ جماعت ان سے پوچھے گی کہ وقف میں رہنا چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ ایک دفعہ امریکہ میں ڈزنی لینڈ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک سواری (RIDE) ایسی تھی جس میں بہت ہی زیادہ خوفناک موڑ آتے تھے اور اسکی رفتار بھی تیز تھی اور اچانک بڑی تیزی کے ساتھ مڑتی تھی تو کمزور دل والوں کو اس سے خطرہ تھا کہ ممکن ہے کسی کا دل ہی نہ بیٹھ جائے۔ چنانچہ انہوں نے وارننگز WARNINGS لگائی ہوئی تھیں کہ اب بھی واپس جا سکتے ہو۔ اب بھی واپس جا سکتے ہو اور پھر آخری وارننگ تھی سرخ رنگ میں کہ اب یہ آخری ہے اب واپس نہیں جا سکو گے۔ تو وہ بھی ایک گیٹ جماعت میں آنے والا ہے جب ان بچوں سے جو آج وقف ہوئے ہیں ان سے پوچھا جائیگا کہ اب یہ آخری دروازہ ہے پھر تم واپس نہیں جا سکتے۔ اگر زندگی کا سودا کرنے کی ہمت ہے، اگر اس بات کی توفیق ہے کہ اپنا سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دو اور پھر کبھی واپس نہ لو۔ پھر تم آگے آؤ ورنہ تم اُلٹے قدموں واپس مڑ جاؤ۔ تو اس دروازے میں داخلے کے لئے آج سے ان کو تیار کریں۔ وقف وہی ہے جس پر آدمی وفا کے ساتھ تا دمِ آخر قائم رہتا ہے۔ ہر قسم کے زخموں کے باوجود انسان گھسٹتا ہوا بھی اسی راہ پر بڑھتا ہے۔ واپس نہیں مڑا کرتا۔ ایسے وقف کے لئے اپنی آئندہ نسلوں کو تیار کریں۔ اللہ آپکے ساتھ ہو۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم واقفین کی ایک ایسی فوج خدا کی راہ میں پیش کریں جو ہر قسم کے ان ہتھیاروں سے مزین ہو جو خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ضروری ہوا کرتے ہیں اور پھر ان پر ان کو کامل دسترس ہو۔"

(مرتبہ: ر۔ ی۔ س۔ م)

خبریں

★ چین کے دارالحکومت بیجنگ میں طلبہ اور مزدور تنظیموں کے ساتھ جھڑپ ہو گئی جس میں کم از کم ۴۵ افراد زخمی ہو گئے۔ سرکاری ٹرکوں کے ٹائر پنکچر کر دیئے گئے۔ مظاہرین نے بڑی تعداد میں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر ایک زنجیر بنا دی اور فوجیوں کا راستہ روک دیا۔ غیر ملکی صحافیوں پر پابندیاں لگا دی گئی ہیں۔ ۲ لاکھ شہریوں نے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔

★ امریکی ایوانِ نمائندگان کے رکن سٹیفن سولارز نے کہا ہے کہ پاکستان کو مطلع کر دیا گیا ہے کہ اگر اس نے اپنے ایٹمی پروگرام کا رُخ نہ بدلا تو صدر بُش اس سال اس ثبوت کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے قاصر ہونگے کہ پاکستان کے پاس ایٹم بم نہیں ہے۔

★ وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ جب تک بھارت کشمیر، سیاچین اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بارے میں قطعی اور واضح طور پر پاکستان کیلئے قابلِ قبول مؤقف کا اظہار نہیں کرتا اس کے ساتھ تعلقات کے فروغ کی یکطرفہ کوششیں بے سود ہونگی۔

★ وفاقی وزیر برقیات نے کہا ہے کہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ ترسیلائیں پانی کی کمی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے عوام صبر کا مظاہرہ کریں۔ انہوں نے توقع ظاہر کی کہ ۱۵ جون تک بجلی کی قلت ختم ہو جائے گی۔ وفاقی حکومت نے بجلی کی پیداوار کو نمبر ون ترجیح قرار دیا ہے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں واپڈا کیلئے ۱۸ ارب روپے سے زائد رقم ترقیاتی پروگرام کیلئے رکھی جائیگی۔ آئندہ برس تقریباً ۹۰۰ میگاواٹ بجلی کی اضافی پیداوار متوقع ہے۔

★ امریکی محکمہ دفاع نے گذشتہ روز کانگرس کو بتایا ہے کہ اس نے پاکستان کو تین آبدوز شکن ہیلی کاپٹر دینے کی منظوری دے دی ہے۔ آٹھ کروڑ ڈالر مالیت کے ہیلی کاپٹروں کے ساتھ فاضل پرزے اور دوسرے الات بھی مہیا کئے جائیں گے۔ کانگرس نے سودے پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

★ پاکستان نے چار ماہ میں پونے سات ارب روپے کی گندم درآمد کی۔ پاکستان کو زرعی ملک ہونے کے باوجود خوردنی تیل اور دودھ درآمد کرنا پڑ رہا ہے۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: منی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ : مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر ۲۶۹۷۵ :- میں خوشنودہ ظفر زوجہ ملک ظفر منصور صاحب قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لاہور حال جرمنی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۶/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے :- (۱) طلائی زیورات وزنی ۱۴۹ گرام (۲) نقری زیورات وزنی ۲۴ گرام (۳) حق مہر ۲۵۰۰۰/ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/ مارک ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ شگفتہ زوجہ ملک ظفر منصور لاہور حال جرمنی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ملک ظفر منصور خاوند موصیہ وصیت نمبر ۲۶۴۴۴ گواہ شد نمبر ۲۔ ملک خالد محمود وصیت نمبر ۲۱۲۴۷

مسل نمبر ۲۶۹۷۶ :- میں محمد صفدر رانا ولد چوہدری ارشاد احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۲۲ حمیدہ آباد ضلع بہاولپور حال جرمنی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱۲/۸۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۴۰۰ DM ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد حنیف مغربی جرمنی گواہ شد نمبر ۱۔ مبارک احمد سیکرٹری تعلیم وتربیت جرمنی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ منور احمد طاہر جنرل سیکرٹری۔

مسل نمبر ۲۶۹۷۸ :- میں داؤد احمد قمر ولد میاں بشارت احمد صاحب قوم راجپوت چوہان پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن فتح پور ضلع گجرات حال مغربی جرمنی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 9/85 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰/ جرمن مارک ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ داؤد احمد قمر ساکن فتح پور ضلع گجرات حال مغربی جرمنی۔ گواہ شد نمبر ۱ عبدالرحمٰن ناصر مغربی جرمنی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ظفر احمد مغربی جرمنی۔

مسل نمبر ۲۶۹۸۰ :- میں کلیم اللہ ولد چوہدری ضیاء اللہ صاحب قوم وڑائچ پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۹ پنیار ضلع سرگودھا حال جرمنی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے ۱۸۰۰/ مارک ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ کلیم اللہ ولد چوہدری ضیاء اللہ صاحب چک ۹ پنیار حال جرمنی گواہ شد نمبر ۱ نفیس اقبال خان ولد ڈاکٹر اقبال احمد خان صاحب مظفر گڑھ پنجاب حال جرمنی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ آیت اللہ عمر قمر ولد محمد یونس مغربی جرمنی۔

مسل نمبر ۲۶۹۸۱ :- میں سرور بشارت زوجہ بشارت احمد صاحب قوم ملک کھوکھر پیشہ خانہ داری عمر ۳۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۴/۱ دارالعلوم غربی ربوہ حال جرمنی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زیورات طلائی ۳۰ گرام مالیتی دس ہزار روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند دو ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ DM 150 ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ سرور بشارت ۱۴/۱ دارالعلوم غربی ربوہ حال فرینکفورٹ جرمنی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ بشارت احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲ سید سلیم احمد گیلانی ولد سید شبیر احمد گیلانی۔

مسل نمبر ۲۶۹۸۲ :- میں سید صدیق یوسف ولد محمد سعید یوسف قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۵۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن فیکٹری ایریا ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵/۹/۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) پلاٹ ۲۰۰ مربع گز واقع قاسم ٹاؤن لانڈھی کراچی مالیتی ۳۰۰۰۰/ (۲) پلاٹ ۱۱ ٹائپ C-4 سیکٹر D کراچی مالیتی ۱۴۰۰۰/ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 356/ دنیار ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ صدیق یوسف ولد محمد سعید یوسف فیکٹری ایریا ربوہ گواہ شد نمبر ۱۔ سید محمد امین ولد سید مہر علی شاہ۔ گواہ شد نمبر ۲ مجید احمد خان ولد محمد صادق صاحب۔

درخواست دعا

مکرم ملک بشیر احمد صاحب انسپکٹر مال وقف جدید تین چار روز سے بعارضہ یرقان بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے انکی کامل صحت وشفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مرزا خلیل احمد قمر

پرانی ضدی اور پیچیدہ امراض
کا خالص جرمن ادویات سے
کامیاب علاج۔ خود ملیں یا ڈاک سے
ہومیو ڈاکٹر سید عبدالرحمٰن // دوا منگوائیں
D.H.M.S/R.H.M.P
شاہ ہومیو پیتھک سٹور رحمت بازار ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دانت مت نکلوائیے ۔

دانت اچھے تو صحت اچھی

دانت درد کا فوری علاج ۔ دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنے اور مسوڑھوں سے خون آنے کا علاج کیا جاتا ہے۔

ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں۔ دانت بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔

شریف ڈینٹل کلینک
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون نمبر ۵۴۳

ہر گھر کی پسند
رحمت سوّیاں
تیار کردہ
نعمت کرامت گول صابن والا
فون: پی پی ۲۳۲۵۸ فیصل آباد

T.B COURSE
تپ دِق کورس
ایک ماہ کی ادویات کا کورس قیمت: ۵۰/- لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: سیلز ۷۷۱ ، کلینک ۶۰۶ ، رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

معیاری بیکری کا نام
رحمٰن بیکرز
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ فون: ۳۳۰
تقریبات کیلئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے

راحت جان
تبخیر معدہ کی محبوب دوا
قیمت ۱۴/-

نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
شربت صدر
قیمت ۶/-

تریاق معدہ
خرابیٔ ہاضمہ کا موثر علاج
قیمت ۱۴/-

بواسیر کا شافی علاج
تریاق بواسیر
قیمت ۱۵/-

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت ۵/-

خون اور پیپ کو روکتا ہے
اکسیر پائیوریا
قیمت ۱۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ)
گولبازار ۔ ربوہ ۔ پوسٹ بکس ۶۰
فون ۶۳۴

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گزارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کیلئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرما لینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں ۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا ۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں۔ (مینیجر الفضل)

حنیف ہومیوپیتھک کلینک
۱۷۶، بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری
ماڈل ٹاؤن لاہور
اوقات کار: ہر اتوار سے جمعرات صبح ۱۰ بجے سے ایک بجے تک
اور شام ۶ بجے سے ۸½ بجے تک
ہر جمعہ کو صرف صبح ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک شام کو دواخانہ بند رہا کریگا
ہر ہفتہ کے دن صبح دواخانہ بند رہا کرے گا۔
لیکن شام ۶ بجے سے ۸½ بجے تک کھلا ہوگا۔
خاکسار: ہومیوپیتھک ڈاکٹر شیخ محمد حنیف
آف کوئٹہ حال لاہور

دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۳۹۹۷
برانچیں
کراچی۔ فون ۴۱۳۲۵۱
لاہور۔ 1 . D . 3 گلشن راوی
ملتان۔ چوک حسان محمد
منڈی بہاؤالدین۔ بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خاں۔ فون ۴۷۹۹
ربوہ۔ اقصیٰ چوک فون ۵۵۸

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الکریم جیولرز
685511
75900
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی) کراچی
پروپرائیٹرز: میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز

مرکز احمدیت میں سب سے قدیم اور بااعتماد ادارہ
احباب کی خدمت میں پیش پیش
احمد اسٹیٹس
ربوہ ۔ پاکستان
فون نمبر ۵۳۵

نظر اور دھوپ کی عینکیں
عام مرمت مفت کی جاتی ہے
داؤد بھائی چشمے والے
رحمت بازار ۔ ربوہ
جوبلی سٹور ربوہ
رحمت بازار
اشیائے خورد و صرف ہمارے ہاں مناسب قیمت پر خرید فرمائیں۔
جوبلی سٹور ۔ رحمت بازار ۔ ربوہ

نرینہ اولاد سے محروم
بے اولاد / اٹھراء / سوکھا
گرمی / گیس کا علاج کرنیوالے
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰
فون نمبر ۷۴۸۴۴ ۔ ۰۴۳۱ ۔ ۷۶۴۹۷
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
زیر نگرانی
حکیم عبدالحمید اعوان
ابن
حکیم نظام جان
برانچیں
ربوہ ۔ اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان ۔ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
چوک قلعہ کالروالا ۔ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
کراچی ۔ محمود آباد ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ
(خواتین کے لئے انتظام کے ساتھ)